مکتوب امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب زاد اللہ فی برکاتہم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آنمخدوم کا عنایت نامہ پہنچا۔ سبحان اللہ کیا خوشی ہو کہ خداوند کریم نے آپ کے دلمیں ڈالا اور ایسا ہی آپکے دوست مولوی عبد القادر صاحب کے دلمیں۔ خداوند کریم بندوں کے صدق اور نیک نیات کو خوب جانتا ہے جو شخص اس کے لئے کوئی درد اٹھاتا ہے اسکا عمل کبھی ضائع نہیں ہوگا۔ اس کی نظر عنایت اگرچہ دیر سے ظاہر ہو مگر جب ظاہر ہوتی ہے تو وہ کام کر دکھاتی ہے جسکی حاجت بندہ کو کچھ بھی تمیز نہیں ہوتی۔ خداوند کریم آپ کو اس دلی جوش میں مدد کرے اور اپنی عنایت خاصہ سے ثابت قدمی بخشے اور ابتلا سے محفوظ رکھے اور آپ بھی ثابت قدمی کیلئے دعا کرتے رہیں کیونکہ بڑے بڑے کاموں میں ابتلا بھی بڑی بڑی پیش آتی ہیں اور انسان ضعیف البنیان کی کیا طاقت ہے کہ خود بخود بغیر عنایت و حمایت حضرت احدیت کے کسی ابتلا کا مقابلہ کر سکے پس ثبات اقدام اسی سے مانگنا چاہئے اور اسی کی حول و قوت پر بھروسا کرنا چاہئے ہم سب لوگ بغیر اس کے فضل و احسان کے کچھ بھی نہیں۔ آپ نے لکھا تھا کہ بعض لوگ یاوہ گوئی کرتے ہیں۔ سو آپ جانتے ہیں کہ ہر ایک امر خداوند کریم کے ہاتھ میں ہے کسی کی فضول گوئی سے کچھ بگڑتا نہیں اسی طرح پر عادت اللہ جاری ہے کہ ہر ایک امر عظیم کے مقابل پر کچھ معاند ہوتے چلے آئے ہیں خدا کے نبی اور ان کے تابعین قدیم سے ستائے گئے ہیں سو ہم لوگ کیونکر سنت اللہ سے الگ رہ سکتے ہیں۔ وہ اندر کی باتیں جو پیچھے ظاہر کی جاتی ہیں ہنوز انہیں کچھ بھی ظاہر نہیں کئی کروہات درپیش ہیں جنمیں خدا کی حفاظت درکار ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے اور اس کا فعل قابل اعتراض نہیں جو کچھ کرتا ہے بہت اچھا کرتا ہے کسی کی کیا حاجت ہے جو کچھ بول سکے جب تک اس ہولناکی میں اسکی کچھ حکمت نہ ہو اور کم ہے کہ یہی حکمت ہو کہ جن مردوں نے سچائی کی راہ پر قدم مارا ہے اُن کیلئے یہ ابتلا درپیش رہا ہے اور اس ابتلا پر ثابت قدم رہنے سے وہ اجر پاتے ہیں احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون[۱]۔

آج قبل اس خط کے یہ الہام ہوا۔

کذب علیکم الخبیث کذب علیکم الخنزیر عنایت اللہ حافظک انی معک اسمع واریٰ الیس اللہ بکاف عبدہ فبرّأہ اللہ مما قالوا وکان عند اللہ وجیہا۔ ان الہامات میں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ کوئی ناپاک طبع آدمی اس عاجز پر کچھ جھوٹ بولے گا یا جھوٹ بولا ہو مگر عنایت الٰہی حافظ ہے۔ اب سوچنا چاہئے کہ جب ہر ایک موذی اور معاند اور حسود و نگو اور بدزبان طرح طرح کے شر سے خود خداوند کریم بچانے کا وعدہ کرتا ہے تو پھر کس سے بجز اس کے خوف کریں۔ چند روز ہوئے کہ خداوند کریم کیطرف سے ایک اور الہام ہوا تھا کچھ حصہ اس میں سے پہلے بھی الہام ہو چکا ہے مگر یہ الہام مفصل ہوا اور اس سے خداوند کریم کی جو کچھ عنایت اس عاجز اور اس عاجز کے دوستوں پر ہے ظاہر ہے اور وہ یہ ہے قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ انی متوفیک ورافعک الیّ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ۔ وقالوا انّی لک ھذا قل ھو اللہ عجیب یجتبی من یشاء من عبادہ۔ اور یہ آیت کہ وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ بار بار الہام ہوئے اور اس قدر متواتر ہوئے کہ جنکا شمار خدا کو ہی معلوم ہے اور اس قدر زور سے ہوئے کہ میخ فولادی کیطرح دل کے اندر داخل ہو گئے اس سے یقینا معلوم ہوا کہ خداوند کریم ان سب دوستوں کو جو اس عاجز کے طریق پر قدم مارتے ہیں بہت سی برکتیں دیگا اور انکو دوسرے طریقوں کے لوگوں پر غلبہ بخشیگا اور یہ غلبہ قیامت تک رہیگا اور اس عاجز کے بعد کوئی ایسا مقبول آنیوالا نہیں جو اس طریق کے مخالف قدم مارے اور جو مخالف قدم مارے گا اسکو خدا تباہ کریگا اور اسکے سلسلہ کو پایداری نہیں ہوگی۔ یہ خدائی وعدہ ہے جو ہرگز تخلف نہیں کریگا اور کفر کے لفظ سے اسجگہ شرعی کفر مراد نہیں بلکہ صرف انکار سے مراد ہے غرض یہ وہ سچا طریق ہے جس میں ٹھیک ٹھیک حضرت نبی کریم کے قدم پر قدم ہے اللّٰھم صل علیہ وآلہ وسلم۔ آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں اور جیسا کوئی اپنے پیارے کیلئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے نبی کریم کیلئے برکت چاہیں اور بہت ہی تضرع سے چاہیں اور اس تضرع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو بلکہ چاہئے کہ حضرت نبی کریم سے سچی دوستی اور محبت ہو اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے مانگی جائیں کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں لیکن اسمیں ایک نہایت عمیق بھید ہے جو شخص ذاتی محبت سے کسی کیلئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث علاقہ ذاتی محبت کے اس شخص کے وجود کی ایک جز ہو جاتا ہے اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فیضان حضرت احدیت کے بے انتہا ہیں اس لئے درود بھیجنے والوں کو کہ جو ذاتی محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے برکت چاہتے ہیں بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے مگر بغیر روحانی جوش اور ذاتی محبت کے یہ فیضان بہت ہی کم ظاہر ہوتا ہے اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ کبھی ملول ہو اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو اور محض اسی غرض کیلئے پڑھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں۔ دوسرے اوراد بھی بدستور محفوظ رکھیں بیکاری کچھ چیز نہیں ہے ہر وقت سرگرمی کی توفیق خداوند کریم سے مانگنی چاہئے۔ بخدمت مولوی عبد القادر صاحب و قاضی خواجہ علی صاحب سلام مسنون پہنچا دیں۔ ۲۰ جون

۱۸۸۳ء مطابق ۱۴ شعبان

سنہ ۱۳۰۰ھ

---

[۱] کیا لوگوں نے سمجھ لیا ہے کہ وہ صرف آمنا کہکر بچ جائینگے اور ابھی بوتہ امتحان میں نہیں پڑینگے۔

کبھی کسی مخلوق [illegible] اور ناکارہ مخلوق کے آگے مان
ان [illegible] کے آگے جو مثل ان کے لئے بطور خادم ہیں سر
جھکاتے اور یوں اپنے ایمان کو نہ ڈبوتے ۔

عیسائی مذہب کو اگر دیکھیں تو یہ [illegible]
پرستی کیوں انہیں پیدا ہوئی صرف اس لئے کہ خدا تعالیٰ
کی صفات اور اسماء کا انکار کیا ۔ ایک طرف زبان سے
خدا تعالیٰ کو قدوس اور رحیم اور عادل خدا پکارتے ہیں
مگر اپنے معتقدات اور ایمان سے بتلاتے ہیں کہ جسکو
خدا مانا ہے وہ ساری برائیوں اور بدیوں کا مورد ہے
خدا کو عادل قرار دیتے ہیں مگر گنہگاروں کے
بدلے ایک بے گناہ کو سزا دیکر بھی اس کے عدل کو قائم
رکھ سکتے ہیں ۔

آریہ ہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کو سرب شکتیمان
تو مانتے ہیں لیکن خالق کہتے ہوئے کی اسے مقدرت
نہیں ایک ایک ذرہ کو علیحدہ سمجھتے ہیں اور روح کو
مخلوق نہیں مان سکتے ان کے خواص گن کرم سبھاؤ
سب کے سب انادی اور خدا تعالیٰ کے جتنا اور
شریک سمجھتے ہیں ۔ خدا تعالیٰ کو رحیمیت پر قادر نہیں
مان سکتے کہ وہ بڑے سے بڑے بھگت اور رشی کو
بھی ابدی نجات دے بلکہ ابدی نجات کا دینا گویا [illegible]
خدائی ہی سے دست بردار کرنا چاہتے ہیں ۔ معاذ اللہ

برہمو لوگوں کو دیکھو تو خدا تعالیٰ کی
بڑی تعریفیں کریں گے مگر خدا تعالیٰ کی اس صفت سے
انکو صاف انکار ہے جس سے وہ ہدایت نامے دنیا میں
بھیجتا اور انسان کو غلطیوں سے بچانے کے لئے بنا
دیتا ہے اور نہیں مانتے کہ یرسل الرسول بھی خدا تعالیٰ
کی کوئی صفت ہے الغرض ہر ایک مذہب پر اگر غور اور
دھیان کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ بجز اسلام کے انکو
اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات پر ایمان نہیں رہا کوئی
اسم [illegible] ایسا نہیں جسکے سچے مسلمان اعلیٰ طور پر
[illegible] نہیں کرتے ۔ کسی نے کیا خوب اور سچا فقرہ کہا ہے

مسلمان خدا کے سامنے شرمندہ ہونے کے قابل نہیں ۔*

لیکن اس نعمت کی قدر کیا ہو سکتی ہے ؟ کیا تم لوگوں میں خدا
کے سوا دوسرے کی پرستش نہیں ہوتی ؟ کیا غفلت
نہیں رہی ؟ کیا برادری اور اخوت کا وہ بے نظیر و لاثانی
قدر مسئلہ جو مخلوقات کو سکھایا گیا تھا اور یہ بتلایا گیا تھا کہ
ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم یعنے تم میں معزز اور
زیادہ مکرم وہ ہے جو زیادہ متقی ہے جسقدر نیکیاں اور
اعمال صالح کسی میں زیادہ ہیں وہی زیادہ معزز و مکرم ہے
کیا یہ بھی اسی امانت پیدا نہیں ہو رہی ۔ پھر بتاؤ کہ اس
نعمت کی قدر کی تو کیا کی ۔ یہ اخوت اور برادری کا واجب
الاحترام مسئلہ اسلام نے دکھایا کبھی سب اور قوموں نے
بھی سے لیا ۔ پہلے ہندو وغیرہ قومیں کسی دوسرے مذہب
و ملت کے پیرو کو اپنے مذہب میں داخل عیب سمجھتے تھے
اور پرہیز کرتے تھے مگر اب شدہ کرتے اور ملاتے ہیں ۔ گو
کامل اخوت اور سچے طور پر نہیں ۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف غور کرو کہ حضور نے اپنی عملی زندگی سے
کیا ثبوت دیا ۔ کہ زید جیسے کے نکاح میں شریف بی بی
آگئیں ۔ اسلام ! مقدس اسلام نے تو موت کی چیز کو
اٹھایا جیسے وہ دنیا میں توحید کو زندہ اور قائم کرنا
چاہتا تھا اور چاہتا ہے اسیطرح برادرانہ میں اس نے
وحدت کی روح پھونکی اور تقویٰ کو بڑی امتیاز رکھا
قومی تفریق جو نفرت اور رقابت پیدا کرکے خفت
علی [illegible] کے اصول کی رخنہ ہو سکتی تھی اسکو
دور کر دیا ہمیشہ کا منکر خدا رسول کا منکر جب اسلام
لا وے تو تبلیغ گلا دیتے ۔ یہ سعادت کا تمغہ ! یہ سیادت
کا نشان جو اسلام نے قائم کیا تھا صرف تقویٰ تھا
اب بتلاؤ ایسے انعام اور ایسے فضل
کے نازل ہونے کے بعد اب کیا حالت موجود ہے

کیا وہی اتحاد و برادری ہے ؟ کیا اسلام اسی پر دلیل ہے کیا یقین
کا ہی ہے ؟ وہ کتاب جسنے غافل و بت پرست قوم کو متحد
کر کے دکھا دیا تھا اور جسنے عرب جیسی اکھڑ قوم کو وحدت
اخوت کا ایک پاک نمونہ دنیا میں بنا کر دکھا دیا کیا اصلی
ایسی قدر اور عظمت ہو جو اسکے اتباع اور عمل درآمد
کا نام ہے ؟ کیا مسلمان کہلانیوالے کتاب اللہ
رسول اللہ کی ایسی ہی عزت کرنیوالے چست و چالاک
ہیں جیسے صحابہ تھے ؟ سب باتوں کا جواب مجھے اندیشہ
ہے کہ اگر دیا جائے لوگوں کو نہ بھاوے ۔ میں دیکھتا ہوں
عقاید کا حال خدا ہی کو معلوم ہے دل کی ! میں تو وہی
جانتا ہے جو علیم بذات الصدور ہے مگر یہ
بات تو مانی ہوئی ہے کہ انسان کے دل کا جوش
قویٰ پر ضرور جلوہ گری کرتا ہے کون ہے جو یہ جانتا ہو
کہ آگ جلاتی ہے اور پھر اسمیں ہاتھ ڈالدے ۔ کون
گڑھے میں عمداً گر سکتا ہے روٹی کو بھوک کا علاج
جانتے ہو اور پیاس کا علاج پانی جانتے ہو تو بھوک کے وقت
روٹی اور پیاس کیوقت پیتے ہو پھر جب کوئی انسان
یہ اصول مانتا ہے کہ خدا تعالیٰ علیم و خبیر سمیع و بصیر
تو پھر قیاس کرے کہ ان اسماء حسنیٰ کو مانکر بھی بدمعاشیوں
اور بدکاریوں کے ارتکاب میں کیوں دلیری کرتا ہے
ہندو دھریہ سکھ آریہ عیسائی وغیرہ قسم قسم کی
مخلوق موجود ہے اور ان کے اخلاق ظاہری اور اعمال
و احوال دیکھلو اور پھر اپنے افعال و اعمال کا معائنہ کرو
تم میں تو خاص نعمت اتری تھی اور پھر اسکی تکمیل ہو گئی تھی
اب اس نعمت کے ملنے کے بعد اور قوموں میں اور تم
میں کیا امتیاز رہا ۔ صحابہ کرام میں اخوت کا مسئلہ ایسا
تھا کہ وہ اس امر کو کمال ایمان سمجھتے تھے کہ جب تک
اپنے بھائی مسلمان کے لئے وہی نہ چاہیں جو خاص اپنی ذات
کے لئے چاہتے تھے ۔

دوسرے کی عزت و آبرو دوسرے کے مال
و جان کے لئے ایسی ہی کوشش کرو جیسی اپنی کیا کرتے
ہو ۔ مگر جب اپنا آپ ہی کو غفلت میں ڈال رکھا ہے
تو دوسرے کی بہتری کی کیا امید ۔ الا کرنے نفاق اور
امید رکھتے ہیں کہ وہ متین ہیں جو نفاق میں ہیں

---

* یہ فقرہ حضرت امام الوقت اکثر فرمایا کرتے ہیں کہ مسلمانوں
نے ایسا خدا مانا ہے کہ وہ اسکو اکثر کسی کے سامنے شرمندہ نہیں
ہو سکتے کہ ہمارے خدا میں یہ بات نہیں یا وہ بات نہیں جو اور
مذہب کے لوگوں کو پیش آتی ہو ۔ جیسے آریوں کا خدا
خالق اور نجات دہندہ نہیں وغیرہ وغیرہ ۔ ایڈیٹر

جہالت میں پڑے ہیں اور چاہتے ہیں کہ علم کی عزت و آبرو ملے - غفلت میں سرشار ہیں اور ہوشیاری کی لذت کے خواہاں علم ان میں ... کے مطابق عمل نہیں کرنا چاہتے مگر اجر وہ لینا چاہتے ہیں جو باعمل کو ملتے ہیں مکہ کے کفار کہتے تھے کہ ہم پر رسولوں والی بات کیوں نازل نہیں ہوتی - بہت سے تم میں سے ہیں جو چاہتے ہیں ہم ملہم کیوں نہیں بنتے - ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتی ہم کیوں آسودہ حال نہیں ہوتے - مگر یہ تو بتلاؤ کہ کتاب اللہ کے مطابق عمل اور آمد کرنے میں تم نے کسقدر محنت اٹھائی ہے انصاف تو یہی ہے کہ جسقدر روپیہ اور عمر کو رسوم کے پورا کرنے میں صرف کیا ہے کیا قرآن کریم کے مطالب پر اطلاع پانے اور اسکو دستور العمل بنانے میں اس سے آدھا بھی کیا ہے ؟ خدا کے حضور بخیلی نہیں اسکے اسماء میں بخیل نام کو نہیں پھر یہ محرومی کیوں ؟ سچی بات یہ ہے وَمَا ظَلَمَهُمُ اللّٰهُ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۔ اللہ تعالیٰ نے تو کسی کی جان پر ظلم نہیں کیا مگر بات یہ ہے کہ لوگ خود ہی اپنی جان پر ظلم کرتے ہیں - پس اللہ تعالیٰ کی نعمت کی قدر کرو۔ اس نے خاتم الانبیا بھیجا - کتاب بھی کامل بھیجی کتاب کے سمجھانے کا خود وعدہ کیا اور ایسے لوگوں کے بھیجنے کا وعدہ فرمایا جو قرآن کو غیب غفلت سے بیدار کرتے ہیں اس زمانے ہی کو دیکھو کہ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ کا وعدہ کیسا سچا اور صحیح ثابت ہوا - اس کا رحم اس کا فضل اور انعام کس کس طرح دستگیری کرتا ہے مگر انسان کو بھی لازم ہے کہ خود بھی قدم اٹھائے یہ بھی ایک سنت چلی آتی ہے کہ خلفاء پر مطاعن ہوتے ہیں آدم پر مطاعن کرنے والی خبیث روح کی ذریت بھی ابتک موجود ہے - صحابہ کرام پر مطاعن کرنیوالے روافض اب بھی ہیں - مگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے انکو نعمت دیتا ہے اور خوش نصیبوں کو حسن ... لیتا ہو سچے پرستار الٰہی اور مخلص عابد ہیں خدا کیطرف قدم اٹھاؤ جہاں بھی رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا فرمایا - اسلام کا منشا چاہتا ہے کہ تم کچھ کر کے دکھاؤ

موجودہ حالت میں ہم نے امام سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے امام کے ہاتھ پر توبہ کی ہے اور مسلمانوں سے بڑھکر امتیاز پیدا کیا ہو۔ ہم میں علم ہے ہم میں ہادی اور امام ہے جو مرد ہے جسکی خدا تائید کرتا ہو جس کے ساتھ خدا کے بڑے بڑے وعدے ہیں اسکو حَکَم اور عدل بنا کر خدا نے بھیجا ہے - مگر تم اپنی حالتوں کو دیکھو - کیا عدد اور عمل دنیا کے لئے بھی ایسا ہی قدم اٹھایا ہے جیسا کہ واجب ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مجھ کو سورہ ہود نے بوڑھا کر دیا انمیں کیا بات تھی فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ تم سیدھی چال چلو نہ صرف تم بلکہ تیرے ساتھ والے بھی - یہ ساتھ والوں کی فکر نے حضور کو بوڑھا کر دیا انسان اپنا ذمہ وار تو ہو سکتا ہے مگر ساتھیوں کا ذمہ وار ہو تو کیونکر ؟ پس یہ بہت خطرہ کا مقام ہے ایسا نہ ہو کہ تمہاری غفلتوں سے اللہ تعالیٰ کے وہ وعدے جو تمہارے امام کے ساتھ ہیں پورا ہونے میں معرض توقف میں پڑیں - موسیٰ علیہ السلام جیسے جلیل القدر نبی کے ساتھ کنعان پہنچانے کا وعدہ تھا مگر قوم کی غفلت نے اُسے محروم کر دیا - پس اپنی ذمہ واریوں کو سمجھو ! اور خوب سمجھو - غفلت چھوڑ دو اور اس نعمت کی قدر کرو جو آج کے مبارک دنوں پوری ہوئی - میں پھر کہتا ہوں کہ فرمانبردار بنکر دکھاؤ۔

اس خطبہ کا دوسرا حصہ جسمیں سورہ کوثر کی مختصر تفسیر ہے دوسرے نمبر میں درج ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ

محمود

ایڈیٹر

لاجبر ولا اختیار

گذشتہ نمبر میں عنوان کو چند سطریں ہم نے لکھی تھیں - کہ غلطی سے اختیار کی جگہ قدر کا لفظ لکھا گیا تھا جو بعد میں سرخی سے درست کر دیا گیا تھا تاہم اصلاح مزید اور صحت کی غرض سے پھر انکی تصریح مناسب سمجھی۔

اسلامی شریعت کی ناواقفی اور کم فہمی کیوجہ سے مسئلہ تقدیر پر جو تمام بلند پروازیوں کا سرچشمہ اور تمام ترقیوں کی جڑ ہے بعض نادانوں نے اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ جب تمام امور اور افعال پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو مجبور کر دیا ہے پھر دوزخ میں بھیجنا کیا معنی !

ایسے معترض جو اپنے آپ کو نئی روشنی کے فرزند قرار دیتے ہیں - یہ بھی کہتے ہیں کہ انسان فطرتاً مختار مطلق ہے وہ جو چاہے کرے ہمکو ایسے دانشمندوں کی سمجھ پر افسوس آتا ہے جو انسان کو مختار مطلق بھی مانتے ہیں اور پھر یہ مانتے ہیں کہ اُسکے اعمال کی سزا ملتی ہے خواہ وہ تناسخ کا قائل ہی کیوں نہ ہو۔ اصل یوں ہے کہ جیسے ایک مجبور کو سزا دینا بھی انصاف نہیں ہو سکتا اسیطرح جب ایک شخص کو پوری آزادی دیدی گئی تو جو چاہے کرے پھر اس کے کسی فعل پر مواخذہ کرنا کیا عقلمندی اور انصاف پسندی ہے !!!

پس اب معلوم ہوا کہ یہ مسئلہ اپنی ہیئت اور حیثیت میں درست اور تمام ترقیوں کی اصل ہے جو اسلام نے قرار دیا ہے - جسطرح اسلام نے بیان فرمایا ہے اسلام نے انسان کو نہ مجبور مطلق قرار دیا ہے نہ مختار مطلق بلکہ بعض افعال ایسے ہیں جو انسان کی طاقت کے اندر ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ وہ انمیں کسی قسم کا دخل نہیں رکھتا جیسا ہم پچھلے نمبر میں بیان کر آئے ہیں ہم بھی ہم لکھ آئے ہیں کہ اسلامی شریعت کا فتویٰ صرف ان افعال اور امور پر ہے جو انسان کے حیطۂ اقتدار میں ہیں - پھر تقدیر کیا ہے ؟!

تقدیر سے مطلب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک چیز کو اس وسیع دنیا میں ایک اندازہ پر بنایا ہو اور ہر ایک فعل کا ایک نتیجہ قرار دیا ہے آنکھیں دیکھتی ہیں سن نہیں سکتیں - زبان کو بولنے دیکھ نہیں سکتی - آگ میں ہاتھ ڈالو گے تو جلیگا وغیرہ وغیرہ پس اب مطلب صاف ہے کہ تقدیر کے

کیا معنی ہیں۔

اب یہ اسلام کا فخر ہے کہ اس نے تقدیر کا مسئلہ بیان کر کے ترقی کی راہ کھول دی۔ کیونکہ جب کہ نقصان رساں چیزوں کے اور نفع بخش اشیاء کے اندازے اور علم کا نام تقدیر ہے۔ تو جیسے کریگا دیا پاوے گا۔

دلچسپ چٹھیان

ایک شخص مسئلہ قربانی پر سوال کرتا ہے کہ یہ خلاف رحم ہے؟ اُسکا جواب دیا گیا ہے

السلام علیکم۔ آپ کا خط بنام حضرت امام پہنچا۔ اور جواب کے لئے مجھے مرحمت ہوا۔ قربانی کے متعلق چند امور آپ یاد رکھیں اور اُن پر خوب غور کریں

دنیا میں دو قسم کے لوگ ہیں ایک اللہ تعالیٰ کے منکر دوسرے قائل۔ منکروں کو تزدیک لازم کیا ہے۔ اعتراض ہی نہیں اور نہ آپ کیطرف ان کے متعلق کچھ لکھنا مفید ہے۔

اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے قائل ہیں اور آپ بھی انہیں سے معلوم ہوتے ہیں وہ ذرا غور کریں۔

ہوا میں نظر کریں باز شاہین شکرہ کسقدر شکار کرنے والے جانور موجود ہیں اور کسطرح پرندوں کو پکڑ کر کھا جاتے ہیں۔ وہ بھی رحم نہیں کرتے کیا ان کو اللہ تعالیٰ نے نہیں بنایا اسی طرح جنگلوں میں شیروں چیتوں شکار کرنے والے جانوروں کو کس نے بنایا۔ بلی کسطرح چوہوں کو پکڑ کر ہلاک کرتی ہے پس ایسے بیرحم جانور کس کے بنائے ہوئے ہیں غور کرو پانیوں میں بھی شکار کرنیوالے جانور موجود ہیں۔

بلکہ بہت غور کرو تو حضرت ملک الموت کو دیکھو کیسے کیسے انبیاء و رسل بادشاہ بچے غریب امیر سوداگر سب کو مار کر ہلاک کر دیتے ہیں

اور دنیا سے نکالدیتے ہیں۔

پھر غور کرو۔ اگر ہم جانوروں کو عید اضحی پر ذبح نہ کریں اور ہمارا ذبح کرنا رحم کے خلاف ہو تو اللہ تعالیٰ ان کو ہمیشہ زندہ رکھے گا۔ اور پھر بیرحم ہوگا کہ وہ مرینگے پس اس تمہید کے بعد گذارش ہے کہ اگر جانوروں کو ذبح کرنا رحم نہیں تو شکاری اور گوشت خور اللہ کریم پیدا نہ کرتا۔

نیز اگر ذبح نہ کیا جاوے تو خود بخود ہو کر مرینگے پس غور کرو ان کے مرنے میں کیسی تکالیف ان کو لاحق ہوں گی۔

پھر اگر ایسا ہی رحم ہے تو اپنے مطلب کو جانوروں سے ہل چلوانا۔ اُن کو لادنا اُن کے بچوں کو باندھ کر ان کا دودھ لینا کیسی بیرحمی ہوگی ہمیں تعجب آتا ہے کہ وہ لوگ ایسے صوفی کون ہیں جو رسم قربانی کے مخالف ہیں خود سرور عالم فخر بنی آدم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ قربانی کی اور حجۃ الوداع میں سو اونٹ قربانی فرمایا۔

میری نصیحت ہے کہ آپ ایکبار یہاں تشریف لاویں تو پھر آپ کو ایسے مسائل پر مفصل سنایا جاوے خطوط بہت آتے ہیں زیادہ مفصل نہیں لکھ سکتا ضرور ایک بار تشریف لاویں۔ نورالدین ۲۶ر اپریل ۱۹۰۶ء از قادیان۔

دارالامان کا ہفتہ

(۱) موسم میں خاص تبدیلی ہو چلی گرمی پیدا ہو چکی ہے گو

(۲) کچھ دنوں سے سید عبد اللطیف صاحب بغدادی اور محمد علی صاحب ترک آئے ہوئے تھے ۱۳ اپریل ۱۹۰۶ء کو واپس روانہ ہوئے۔

(۳) حضرت اقدس بفضلہ تعالیٰ مع خاندان وجمیع خدام بخیریت اللہ تعالیٰ کے انعامات وبرکات سے حصے کو فیض پہنچا رہے ہیں۔ کتاب (مسیح ہندوستان میں) اُردو زبان میں چھپنی شروع ہوگئی ہے۔ ایک بے نظیر کتاب ہوگی جو مذہبی عیسائی دنیا میں

ایک انقلاب پیدا کریگی۔ کیونکہ دلائل قویہ وحجج قطعیہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ مسیح نے ہندوستان میں آکر وفات پائی اور بروزی طور پر انڈیا ہی میں اب پھر آیا ہے۔

(۴) یکم مئی ۱۹۰۶ء سے مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان کا پرائمری ڈیپارٹمنٹ موسمی تعطیلات کے لئے بند کھل گیا ہے مدرسہ کی عمارت جو ضروریات کیلئے غیر مکتفی تھی وسیع ہو رہی ہے اور میر ناصر نواب صاحب مہتمم مدرسہ کے اہتمام میں تعمیر کا کام شروع ہے ہمارے دوستوں کو عمارت فنڈ کے مد میں امداد کے لئے قدم بڑھانا چاہئے۔

(۵) حکیم فضل الدین صاحب واپس بھیرہ تشریف لیگئے

(۶) پیر محمد سراج الحق صاحب جمالی نعمانی سرساوی سجادہ نشین چار قطب ہانسوی آج کل قادیان میں ہیں چند روز کے لئے وطن واپس جا کر پھر مستقل طور پر قادیان میں اقامت گزین ہوں گے۔

دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرو

آئینہ حق نما جو پنڈت لیکھرام کی پیشگوئی کا ہے وہ تو اب قریباً فروخت ہو چکا صرف چند نسخے باقی ہیں اس لئے اکثر احباب صرف ایک نسخہ کے بعد دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا۔

تقریر حضرت اقدس کی کاپیاں قریباً ڈیڑھ سو کے باقی ہیں جو صاحب چاہیں ۴ر قیمت بھیجکر منگوالیں

مینیجر الحکم۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان صاحب اسپیشل اسسٹنٹ شفاخانہ سدرگڑھ اون سے پلیگ ڈیوٹی پر مع صاحبہ ضلع ہوشیارپور میں تشریف لے گئے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کے خط سے معلوم ہوا کہ صاحب میں دو تین گاؤں کے بیماروں کا چھوٹا دورہ ہو کر پہلے شیخ گئے ہیں۔